مَاشآءاللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

رفیق السالکین ۱۳۴۳ھ

مصنف

شیخ الاسلام حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ

باہتمام

محمد فضیل بن حضرت مولانا غالب حسین

جونپوری (مدظلہ العالی)

ناشر

مرکز طالب العلوم

ملاٹولہ جونپور (الھند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العالمین کو جو اپنے خیال کرنے والے بندون کے خیال کے پاس اور اپنے یاد کرنے والون کے ساتھ رہتا ہے اور درود بیشمار اُس کے رسول مقبول محمد رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جو اللہ جل جلالہ سے ملنے کے وسیلہ ہین اور اُنکی اولاد اور اصحاب پر جو اللہ والون کے پیشوا ہین بعد اُسکے سننا چاہیے اللہ تعالیٰ کی عادت اسطرح پر ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ دستور مقرر کیا ہے کہ ذکر اور فکر سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہی اور درجہ ولایت کا حاصل ہوتا ہے اور قبر اور قیامت کے عذاب سے نجات حاصل ہوتی ہی اور دل صاف ہوتا ہے اور مشاہدہ حاصل ہوتا ہی اور دونون جہان کا بھلا ہوتا ہے اور شرع مین ذکر جہر اور خفی دونون درست اور ثابت ہین اور ذکر کے ثابت کرنے اور فائدہ اور فضیلت کی حدیثین راحت روح مین ہمنے بخوبی لکھی ہین پھر ذکر خفی کا فائدہ اور ہے اور ذکر جہر کا فائدہ اور یعنے قلب بائین چھاتی کے دو انگل نیچے پر ہے اور اُس کے دو دروازے ہین ایک اوپر کا دروازہ اور اُسکو صدر کہتے ہین اور دوسرا نیچے کا دروازہ سو اوپر کا دروازہ ذکر جلی سے کھلتا ہے اور نیچے کا دروازہ ذکر خفی سے کھلتا ہے یعنے انسان کی عقل اور مدرکہ اور دل صاف ہوتا ہے اسواسطے یہ خاکسار علی جونپوری مشہور کرامت علی اللہ تعالیٰ کے طالبون کے واسطے رسالہ راحت روح سے نکال کے ایک طریقہ نقشبندیہ کا کہ اُس مین ذکر خفی ہے اور ایک طریقہ ذکر قادریہ کا کہ اُس مین ذکر جہر ہے [illegible]

لکھا ہے اور اس رسالے کا نام رفیق السالکین رکھا اب نقشبندیہ طریقہ کے اشغال کا بیان سنو فائدہ چھ لطیفے جو آدمی مین ہین اُس کے مقام کو معلوم کرنا چاہیے کہ کس لطیفے کا کہان مقام ہے سو اُن لطیفون کا بیان سُنو پہلا لطیفہ قلب مقام اُس کا بائین چھاتی کے نیچے دوسرا لطیفہ روح مقام اُسکا داہنی چھاتی کے نیچے تیسرا لطیفہ سر مقام اُسکا دونو چھاتی کے درمیان مین کہ بیچون بیچ چھاتی کے ہے جسکو ہندی مین دھگدھگی کہتے ہین چوتھا لطیفہ نفس مقام اُسکا عین ناف ہے پانچوان لطیفہ خفی مقام اُس کا پیشانی مین ہے جہان سر کے بال تمام ہوتے ہین اور پیشانی اسی جگہ سے شروع ہے اور سجدہ کرنے کے سبب سے اُسی جگہ پر نشان ہوتا ہے چھٹا لطیفہ اخفی مقام اُسکا تالو ہے سر کے اگلی طرف جس جگہ پر لڑکون کے سر مین جنبش معلوم ہوتی ہے فائدہ ان چھ لطیفون کو اسی ترتیب مذکور کے ساتھ اسم ذات یعنے لفظ اللہ کے ذکر سے بخوبی ذکر کرنا چاہیے اس طور پر کہ اُن کے ذکر اپنے تئین معلوم ہون اور تلقین کرنے والا کہ اُس نے اپنے لطیفون مین اس ذکر کو جاری کیا ہے اپنے دل کے بڑے قصد سے طالب کے لطیفون مین اُس ذکر کے ڈالنے کا ارادہ کرے اور اس بابت مین دعا اور التجا کرکے محض اللہ کے فضل سے مدد چاہے اور اپنے دل کے قصد کی قوت سے توجہ کرے اور اُسکی توجہ کا ادنی اثر یہ ہے کہ طالب کے لطیفے مین نبض کی سی جنبش معلوم ہوگی ایسی نہین کہ ہاتھ رکھنے سے معلوم ہو بلکہ اس طور پر جب طالب اپنے لطیفے کی طرف نگاہ کرے یعنے خیال کرے تو اُسکو معلوم ہو جاوے بلکہ آگے کو یہ حال ہوگا کہ دوسرے کام مین مشغول ہونے کی حالت مین وہ لطیفہ آدمی کو اپنی طرف متوجہ کر لے گا اور اُسکو نہ چھوڑیگا کہ لطیفون کی طرف سے بالکل غافل ہو جاوے تو جب وہ جنبش معلوم ہو تو سمجھے کہ یہ لطیفہ اللہ کے پاک نام کا ذکر کرتا ہے اور اس جنبش کے ساتھ اللہ اللہ کہتا ہے اور طالب اس ذکر کی حالت مین جس نام پاک کا ذکر کرتا ہے اُس نام والے کی دلی محبت

اور حضوری پیدا کرے پس ان لطیفون سے جدا جدا ذکر مشق کر کے پھر سب لطیفون سے
ایکبارگی ذکر کرے کہ ایک ہی وقت مین اُن سب کے ذکر معلوم ہونے لگین
اور ان لطیفون کے ذکر کو خوب مضبوط اور پکے کرے اور اس ذکر کی مضبوطی کا
ادنیٰ مرتبہ وہ ہے کہ جب چاہے تب اُس ذکر مین مشغول ہو سکے اور تلقین کرنے والا
اگر اس سے زیادہ مضبوط کرنا چاہے تو اُس کا حکم مانے یعنی اور بھی خوب زیادہ اُس ذکر
کو مضبوط کرے اور باقی ہر لطیفون کے واسطے جو جُدا جُدا طور مقرر ہے سو اُس کے
بیان کی ابھی احتیاج نہین ہے بلکہ منزل پر جانے سے دیر ہوتی ہے جب نور کے
پردون کے مقام مین پہونچے گا تب بے محنت جس لطیفے مین جس رنگ کا نور
چاہیگا دیکھ سکے گا غرض بہتر یہی ہے کہ چھوٹے درجون سے کہ مثل الف بے
کے ہین بقدر حاجت کے مشق کر کے وقت کو غنیمت جان کے جلدی جلدی گذر جاوین
اور بڑے بڑے مقامون پر اپنی طاقت اور لیاقت کے موافق اور درج کے
آسودہ ہونے کے لائق ٹھہرین وہ بڑے مقام سلطان الذکر کے بعد ہین **فائدہ**
پھر ان چھ لطیفون کے ذکر کے بعد حبس دم کے ساتھ نفی اور اثبات کرے نفی معنی
نیست سمجھنا اور اثبات معنی موجود سمجھنا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مین چونکہ اللہ کے سوائے سب کو
نیست اور فانی سمجھنا اور اللہ کو کہ موجود اور باقی سمجھنا ہوتا ہے اسواسطے اس ذکر کو نفی اور
اثبات بولتے ہین سو حبس دم کے ساتھ نفی اور اثبات کا یہ طریقہ ہے کہ ادب کے ساتھ قبلے
کی طرف منھ کر کے دو زانو بیٹھ کے اپنے دم کو بند کر کے اور زبان کو تالو مین لپٹا کے
لَا کو لطیفۂ نفس سے کھینچے اور لطیفۂ سر پر تھوڑا سا ٹھہر کے لطیفۂ اخفی پر پہونچے وہان
بھی تھوڑا سا ٹھہر کے لطیفۂ اخفی پر پہونچے حاصل کلام کا یہ ہے کہ لَا کا کھینچنا لطیفۂ نفس سے
لطیفۂ اخفی تک حرکت خیالی ہے کہ فقط خیال سے کھینچنا ہوتا ہے اور اس کھینچنے
مین لطیفۂ سر اور خفی کو فقط لحاظ کرنا ہوتا ہے کہ فلانے مقام تک پہونچے

جسمین وہ مقام بھی یاد رہین زیادہ ٹھہرنے کا کام نہین بلکہ اُن مقام سے جلدی بھاگنا
ہوتا ہے پس ہو کو اخفیٰ تک پہونچا کے الٰہ کو اخفیٰ سے کھینچ کے لطیفہ روح کی طرف
متوجہ ہو کے الا اللہ کو لطیفہ روح سے کھینچ کے قلب مین ضرب کرے یعنے خیال سے
قلب مین مارے اور یہ کھینچنا اور ضرب کرنا فقط خیال سے ہوتا ہے اس مین کسی عضو پر
یہانتک کہ سر اور منھ اور زبان اور ہونٹھ پر ظاہر مین بالکل جنبش نہ ہووے اور اُس
ذکر کو طاق عدد سے کرے مثلاً ایک بار یا تین بار یا پانچ بار وعلیٰ ہذا القیاس اور ایک بار
ذکر کر کے سانس لیوے پھر جب دم سستا لیوے اور قرار پکڑے تب دوسری بار کرے
اور جب حبس دم کی زیادہ برداشت ہووے تب ذکر کے عدد مین زیادتی کرے ادنیٰ
مرتبہ زیادتی کا اکیس بار ہے جب اکیس بار تک پہونچیگا اور ہمیشہ اُس کی مشق کرے گا
تب ایک نشست مین سیکڑون بار کر سکے گا اس ذکر سے اُس کے لطیفون مین البتہ
گرمی اور صفائی ظاہر ہوگی اور اس ذکر سے ایسا معلوم کرے گا کہ ایک شعلہ جوالہ
ہے کہ اُس نے اُسکے تمام لطیفون کو گھیر کے آگ کے خط کی طرح وہ شعلہ دراز
ہوا ہے شعلہ جوالہ کہتے ہین اسکو کہ لکڑی کے ایک سرے مین آگ لگا کے اُسکو گھمانے
سے آگ کے حلقے کی صورت معلوم ہوتی ہے اور بیچ مین خالی اسیطرح سے اُسکے سب
لطیفون کے گرداگرد آگ کا خط گھیر لیگا فائدہ بعد مشق کرنے نفی اور اثبات کی سلطان الذکر
کرے اُسکا بیان یون ہے کہ انسان کے ہر جزو یعنے ہر ٹکڑے کے تئین ایک وحدت
یعنے اکیلا پن ثابت ہے کہ ہر ٹکڑے مین علیحدہ علیحدہ ہین اور وحدت کی نشانی یہ ہے کہ
پہچان کے واسطے ہر ایک کا نام جُدا جُدا مقرر ہے اسیواسطے ہر ایک کے واسطے ایک زبان بھی مقرر
ہے اور بموجب فرمانے حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ
لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنی اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اُسکی لیکن تم نہین سمجھتے اُنکا
پڑھنا وہ سب ٹکڑے انسان کے ذکر الٰہی کرتے ہین ولیکن انسان کچھ دریافت مین نہین آتا سو سلطان الذکر

کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے سارے ٹکڑے کے ذکر کو ایک طور کے دریافت سی معلوم کرے اور اُس کے ذکر پر خبردار ہو اُس کی راہ یہ ہے کہ اپنے تمام بدن کی سب جگہ کو چھ لطیفونکی طرح پر سمجھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی کی نظر مین جھوٹن لطیفے اور تمام بدن برابر ہے جب لطیفونکے مقام سے ذکر کو پہچانا اور اُس کی کیفیت پر اطلاع پائی پس اسیطور سے تمام بدن سے ذکر کرے اور تلقین کرنے والے کو چاہیے کہ آپ سلطان الذکر کرے جسطرح طالب کے لطیفون مین ذکر ڈالنے کا مذکور اوپر ہو چکا اُسی طرح اس ذکر کو بھی طالب کے تمام بدن مین ڈالنے کا قصد کرے اُس کا اثر یہ ہے کہ کبھی تمام بدن مین جنبش ظاہر ہوگی یہان تک کہ اُس کا ہاتھ اور پاؤن یا دوسرے عضو اُسکے بغیر ارادے کے اپنی جگہ سے ٹل جاوینگے اور کبھی رعشے کی سی حرکت ظاہر ہوتی ہے اور کبھی رونگٹے بدن پر کھڑے معلوم ہوتے ہین یا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے بدن پر چونٹیان رینگتی معلوم ہوتی ہین اور ٹھنڈک اور ہلکاپن اُس کے تمام بدن مین معلوم ہوتا ہے اور کبھی اسقدر ٹھنڈک ذاکر کے بدن مین سماتی ہے کہ سخت گرمی کے وقت مین اُسکو سردی معلوم ہوتی ہے اور ایسا ہلکا ہو جاتا ہے کہ گویا اُسکے تمام بدن سے آلایش کو دور کیا ہے جیسے کسی شخص نے کیسہ مالی کر کے حمام مین غسل کیا ہو لیکن ظاہری غسل مین یہ ہلکاپن صرف اُسکے چمڑے پر معلوم ہوتا ہے اور سلطان الذکر مین اندر سے صفائی معلوم ہوتی ہے اور خرق عادت یعنی کرامت کی قسم سے ہے کہ جسطرح کسی کا بدن بڑے زور سے پھڑکتا ہے اسی طرح اُسکا تمام بدن قابو مین نہین رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہے اور یہ بھی کرامت ہے کہ تمام بدن اور در و دیوار اور خس و خاشاک در پتھر اور کنکر مین سے ذکر جہر کی آواز بلاشبہ سلطان الذکر کرنے والے کے کان مین سُنائی دے اور اُسکے ہمنشینو نکا سُننا اُس کی کرامت مین زیادتی ہے اور کبھی ایک نور سلطان الذکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہے فائدہ طالب مین لطیفون کے ذکر اور سلطان الذکر وغیرہ کے حاصل ہونے کے دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تلقین

اور ارشاد کے واسطے یہ ہے کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا ہے اُس سے اپنے تئین خالی کر کے طالب کی طرف متوجہ ہووے اُس وقت جو کچھ اپنے اندر پاوے اُس کو جانے کہ یہ جو معلوم ہوتا ہے سو طالب کے اثر کا عکس ہے اور جو کچھ صاحب تلقین مین معلوم ہو وہی طالب مین ہے تمام شغل جسقدر اور جیسا ہوگا اُس کا عکس صاحب تلقین مین پڑیگا فائدہ جسطرح پر ذکر ہوا ہے جب اسطرح پر سلطان الذکر قابو مین آوے اور جسوقت اُس کا ارادہ کرے اُس وقت بلا تکلف ظاہر ہو تب شغل نفی کا کرے اور شغل نفی کے ساتھ شغل یادداشت کا بھی لگا رہے شغل یادداشت کی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذاک پاک بیچون اور بیچگون کی طرف سب وقت بیٹھتے اوٹھتے کھاتے پیتے اور کاروبار اور سختی مین آسانی درپیش ہوتی ہین اس طور پر کوئی کام اس متوجہ ہونے کو منع نہ کر سکے جسطرح سے کسی چیز کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دل مین گر جاتا ہے تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت مین اُسی چیز اور کام مین دل لگا رہتا ہے اور یہ بات جسکی کچھ بھی عقل ہے اُس کو خوب معلوم ہے یادداشت کی حقیقت تو سمجھ مین آگئی یاد رہے اب نفی کا بیان سنو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اٹھارھوین سیپارہ سورہ نور مین اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ روشنی ہے آسمانون اور زمین کی سو اسی اشارے کے موافق انوار الٰہی ہر مکان مین موجود ہین جسطرح سے اللہ کا موجود ہونا اور اُسکی ہستی ہر جگہ مین ثابت ہے کیونکہ انوار اُس کی ذاتِ پاک سے لگے ہین اور اُس کے وجود کو لازم ہے تو اور جہان اُسکی ذات پاک موجود ہے وہان سب کہین اُسی کے انوار بھی موجود ہین اور جس طرح اُس کی ذات نے سب کو گھیر لیا ہے اُسی طرح اُس کے انوار نے بھی سب کو گھیر لیا ہے اور باوجودیکہ انوار سب کہین موجود ہین لیکن قوت ذرا کہ انسان کی جس قوت سے انسان سب چیز کو

دریافت کرسکتا ہے اس سبب سے کہ کثیف اور تاریک چیزین کہ آسمانی اور زمینی جس
مین ہین اُن کا خیال اس مین بھرا ہے اُس انوار کے دریافت
کرنے سے محروم ہے اور وہی خیال آڑے آتے ہین اور یہ نہین ہے کہ اُسکے انوار
غائب اور دور ہین اور اُسکی ذات پاک ملنے کے واسطے انوار کے پردون کا طے
کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے کھل گئے ذات پاک ملی اور ان پردون کا طے
کرنا بغیر اُن کے دریافت کرنے کے بہت لوگون سے ہو نہین سکتا اور بڑے عالی فطرت
لوگون کو جو بغیر انوار کے کھل جانے کے وصول ذات بحت کا یعنے اللہ تعالیٰ کی ذات
پاک کا ملنا حاصل ہوتا ہے سو اُس بات مے بہت سے لوگون کو انوار کے پردون
کے طے کرتے اور انوار کے کھل جانے کی جو احتیاج ہے ضرور نہین ہو سکتی اسی
واسطے اُسکے دریافت ہونے کے لیے اپنی قوت دراکہ کو خیالات مذکورے پاک
اور صاف کرنا چاہیے تاکہ انوار الٰہی دریافت مین آوین تو جب اُسکی قوت دراکہ
کا آئینہ خیالات مذکورہ کے زنگ سے صاف ہو گیا بس انوار تو ہر جگہ موجود ہی
ہین بغیر رنج اور تکلیف کے دریافت ہو جائینگے اور قوت دراکہ کے پاک کرنے کا
یہ طریق ہے کہ شغل نفی کا کرے اور خلاصہ شغل نفی کا نیست کرنا سب
چیزون کا ہے اپنے خیال سے اگرچہ فی الحقیقت کوئی چیز نیست نہو گی
اور فی الحقیقت سب چیزون کو نیست جاننا خیال باطل اور وہم کاذب ہی کیونکہ
جو چیز موجود ہے اور ہر چیز موجود کو اللہ تعالیٰ کے وجود پاک کے ساتھ ایک
خاص علاقہ لگ رہا ہے تو کسی چیز کے موجود ہونے کی نفی حقیقت مین ہو نہین سکتی
اور اس بات کا قصد کرنا گویا خالق سے مقابلہ کرنا ہے اور سب چیزون کی نفی سچ
سچ کرنے سے کچھ غرض بھی نہین کس واسطے کہ غرض ہے اپنے مدرکہ کے صاف
کرنے جس مین قوت دراکہ یعنے عقل رہتی ہے جب وہ صاف ہوا

توجو مدعا دریافت طلب ہے، خود حاصل ہوگا ہیچ ہیچ نفی سے کچھ کام نہین اور اگرچہ نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس مقام مین نفی کا بس وہی مرتبہ ہے ایک تو اپنی نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی سو نفی تمام عالم کی دشوار نہین ہے کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو عالم کے برابر ہے انسان کو مچھر کے پر سے اپنے خیال کا خالی کرنا اور تمام آسمانون سے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہے ہان نفی اپنے وجود کی البتہ ایک سخت چیز ہے اسی واسطے نفی کے دو مرتبے مقرر کرنا چاہیئن اول اپنی نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی نفی کے آسان ہونے اور اپنی نفی کے دشوار ہونے کا یہ سبب ہے کہ قوت دراکہ اپنے جاننے سے کہ مین ہون ہر وقت بھری ہوتی ہے اور اپنے غیر کی دریافت اُس مین کسی وقت آجاتی ہے تو تمام عالم کی نفی مین ایک چیز کو اپنی قوت دراکہ مین آنے سے منع کرنا ہوتا ہے اور اپنی نفی مین جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہے اُس کو نکالنا ہوتا ہے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین باہر سے آتی ہے اسکو اپنی قوت دراکہ مین نہ آنے دیتے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہوتی ہے اُس مین سے اُسکے نکالنے مین جو فرق ہے سو ظاہر ہے کہ اول بہ نسبت دوسرے کے بہت آسان ہے یا دونون بات کا فرق یون سمجھنا چاہیے کہ مینھ برستا ہے اُس مین ایک شخص کھڑا ہے اور اُس کے بدن پر مینھ کے قطرے پڑ رہے ہین تو اُس شخص کو نفی مینھ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی اور دوسرا شخص ایسا ہے کہ اُس نے کبھی کبھی مینھ دیکھا ہے اُسوقت اُسپر مینھ نہین پڑتا ہے تو اُس شخص کو نفی مینھ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب سے اپنی نفی کرنے مین نیچے کے بدن کی نفی اور اُس جگہ کی نفی کہ جسپر وہ بیٹھا ہے زیادہ مشکل ہوتی ہے اور کبھی اپنے سر کی نفی کہ دریافت

اور امتیاز کا مقام وہی ہے مشکل معلوم ہوتی ہے اور بعضے شخص کو جو سانس لینے
اور دم کے آنے جانے پر خوب خبردار ہوتا ہے حلق اور سینے کی نفی سخت معلوم ہوتی ہے
حاصل کلام کا یہ ہے کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہے اُسکی نفی بھی زیادہ سخت معلوم ہوتی ہے
تو بس پہلے نفی تمام عالم کی کرکے تب اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل
معلوم ہوتی ہے اُسی مقام سے نفی شروع کرے کہ اُس عضو کی نفی سے تمام بدن
یکبارگی نفی ہوگا اور نفی کے حاصل کرنے مین صاحب نفی کامل کی توجہ اصل ہے کہ
وہ شخص اپنی نفی کرکے اپنے دل کے قصد سے متوجہ ہوکے طالب مین نفی ڈالے
اور اس کام کے مبتدی پر نفی کے اثر ظاہر ہونے کا شروع مختلف صورتون سے ہوتا ہے
کبھی سینہ اور شکم کے مقام مین پہلے خالی معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُس مقام
مین کچھ نہین ہے اور کبھی اپنے تئین بے سر اور کبھی بغیر دونون ہاتھ کے معلوم کرتا ہے
اور کبھی خیال کرتا ہے کہ مین چھوٹا ہو گیا ہون اور کبھی خیال کرتا ہون کہ میرا بدن
لنبا اور پتلا ہو گیا ہے گویا ایک بانس ہے گوشت کا کہ وہ دمبدم دراز اور باریک
ہوجاتا ہے اور بہت آسان طریقہ نفی کے تصور کا یہ ہے کہ اپنے سینے یا شکم
مین ایک خالی پن خیال کرے اس طور پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک
طرف سے آکے دوسری طرف سے پار نکل کے بدن کے اُس مقام کو خالی کر دیا
ہے اور ایک سوراخ دار پار ہو گیا ہے پھر اُسی سوراخ کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ
اور چوڑا کرے یہان تک کہ سب بدن تمام ہو جاوے اور نفی کی صورتون مین سے
بہت مشکل صورت یہ ہے کہ ایک غیبی باطنی چیز سے کہ مراد اُسکی فنا ہے عالم
غیب سے اُس کی طرف متوجہ ہوکے یکبارگی اسکے جسم کو پراگندہ کر دیا مثل
سخت پتھر کے کہ نرم ٹھیکرے پر گرکے اُس کو پاش پاش کرکے چھڑا دیوے
یعنے وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب ذات بحت کی محبت کے جوش

اور مشاہدے کے شوق مین ایسا غرق اور بیہوش ہو جاوے اور سوائے اُس ذات
کے اُسکی فہم مین کچھ نہ باقی رہے سب فنا ہو جاوے اور یکبارگی خود بخود اُس کا
تمام بدن غائب ہو جاوے اور نفی والا چونکہ مبتدی ہے اُس کے واسطے
یہ حال مشکل ہے کیونکہ یہ حال فنا و بقا کے مقام والے کا ہے جیسا کہ راحت روح
مین اپنے مقام پر مذکور ہوئیگا اور کبھی اس طور سے بھی تصور کر سکتا ہے کہ اُسکی
جان باہر نکل کے یا اُس کا دل جو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے باہر نکل کے نیست
ہو گیا اور جسم بے جان اور دل کے باقی نہین رہ سکتا سو وہ بھی بے جان
ہو کے مٹ گیا اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک ان سب کی صورتون کا
بیان کرنا بے فائدہ کا طول کرنا ہے لیکن ایسا بہت ہوتا ہے کہ تیز ذہن لوگون
کو بھی مجمل نفی کہہ دینے سے نفی کی کسی صورت کا خیال مین ٹھہرنا مشکل ہوتا ہے اور
کبھی بہت سی صورتون کے دریافت ہو جانے سے کند ذہن اور غافل
لوگون کو بھی ان صورتون کے سوا کوئی دوسری صورت معلوم ہوتی ہے خلاصہ
یہ کہ نفی کی کئی صورتون کا دریافت ہونا فائدے سے خالی نہین ہے غرض
جس وضع کے ساتھ نفی کا شروع نمود ہو اُسکو بخوبی اپنے خیال مین ٹھہرا کے
اُس کے زیادہ ہونے کی کوشش کرے اور خیال سے اُسکو بڑھاتا جاوے
یہان تک کہ تمام بدن نفی ہو جاوے اور جس وقت نفی کرنا سخت معلوم ہو اور
اُسکا خیال درست نہو سکے تب لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ ان دونون
لفظون کے تئین معنی سمجھ کے اپنے خیال کی قوت سے اُس عضو یا اُس مکان
پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہ ضرب کرے انشاء اللہ تعالیٰ یہ شغل نفی کے
واسطے کافی ہوگا ان دونون لفظون کے معنے یہ ہین نہین کوئی موجود ہے
اللہ کے سوائے یعنے جتنے موجود ہین وہ سب پہلے نیست تھے اور پھر بھی

نیست ہون گے تو اُنکا موجود ہونا معتبر نہین اور نہین کوئی کام کرنے والا اللہ کے
سوا اور نفی کے بعد کبھی ایک خالی پن ظاہر ہوتا ہے اس وضع پر کہ خیال
کرتا ہے کہ اگر تلوار کی ضرب اُس کے بدن مین لگے گی تو اُس کے بدن مین
تلوار رُکے گی نہین بلکہ اُس کی ضرب جس طرح خالی مکان سے گذر جاتی
ہے اسی طرح اُس کے بدن کے درمیان سے بھی خالی گذر جاویگی اور کبھی
کاجل کی سی تاریکی کہ اُس کے چارون طرف ایک چمک مثل خط باریک
نورانی کے ہوتی ہے نمودار ہوتی ہے لیکن وہ خط نورانی میلا تاریکی ملا ہوتا
ہے جس طرح آگ کے شعلے کا سا دھوان ملنے کے سبب بہت تاریک اور میلا دکھائی دیتا
ہے اور وہ خط نورانی اکیلا بھی نہین دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل دریافت
ہوتا ہے اور اگر نظر کو خوب ٹھہرا کے اسکی طرف متوجہ کرین تو اُسی وقت وہ نور
نیست ہوجاتا ہے اور تاریکی کے سوائے کچھ دریافت نہین ہوتا غرض اُس تاریکی
کو نور نفی کا کہتے ہین اور اس نفی کے شغل کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہیئے تاکہ طالب کا
شغل دوسرے بُرے خیال سے کہ مثل خس و خاشاک کے ہے اسی شغل
سے صاف ہوجاوے اور اس راہ کے چلنے والون کو اکثر وقتون مین اس
شغل کی حاجت پڑتی ہے **فائدہ** جب نفی اپنی اور نفی تمام عالم کی طالب
کے قابو مین آئی تب نفی النفی اور فناء الفنا کا شروع کرے یعنے جس خیال
سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات کی نفی کرتا تھا اور نیست سمجھتا
تھا اُسکو بھی نفی اور نیست خیال کرے اور چونکہ نفی النفی نِری نیستی ہے نشانی
اُسکی نِری غفلت اور بیہوشی اور نرا بیکار ہوجانا قوت دراکہ کا ہے یہان تک
کہ اگر اسی شغل کو ہمیشہ برابر کیا کرے تو بدن اُسکا نیست ہوجاوے اور
اُس کا کچھ نشان باقی نہ رہے یعنی اس کو خیال مین ایسا معلوم ہو نہ یہ کہ

حقیقت مین بدن نیست ہو جاوے اور اگرچہ یہ غفلت کی حالت طالب کو خوش
نہ معلوم ہوگی لیکن آیندہ کو کام آویگی اسکو بے کام نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے
اور نفی النفی کے ناخوش معلوم ہونے کا یہ سبب ہے کہ اس شغل مین ادراک اور دریافت
کا دور کرنا ہوتا ہے اور جبکہ ادراک اور دریافت باقی نہین رہتا ہے تب کچھ معلوم نہین
ہوتا اور آدمی کی دل لگی بسبب دریافت ادراک کے ہے اگرچہ نفی کے شغل مین بھی
ہر چیز کو اپنے ادراک سے دور کرتا ہے لیکن اُسکے خیال مین صفائی باقی رہتی ہے اور
موجب دل لگی کا ہوتا ہے جیسا کہ صاف طبیعت والون کو صاف میدان سے اُنسیت اور
دل لگی ہوتی ہے ویسا ہی نفی مین بھی ایک اُنسیت اور دل لگی ہوتی ہے بخلاف نفی النفی کے کہ
اُس مقام مین اُنسیت کا ٹھکانا باقی نہین رہتا فائدہ بعد تمام ہونے نفی کے سالک کو
ضرور ہے کہ دو صورتین درپیش ہونگی یا توحید صفائی ظاہر ہوگی جسکا ذکر ہم آگے کرینگے
انشاء اللہ تعالیٰ یا محبت نورانیت یعنے نور کے پردے کہ رنگ برنگ کے انوار نظر
پڑینگے اور یہی دوسری صورت طالب کے مطلب پانیکی راہ ہے اور وہ انوار اللہ تعالیٰ
کی ذات پاک کے پردے ہین پس اُن پردون کو طے کرنا شروع کرے۔ اور
اُس کے طے ہو جانے کی مدت مقرر نہین ہے اگر عنایت الٰہی شامل حال ہووے
تو ایک لمحے مین ہزارون پردے طے ہوتے ہین لیکن سالک کے ایک
پردے سے دوسرے مین جانے کے واسطے یہ سبب مقرر ہے کہ اُن انوار مین سے
ہر ایک کو یعنی جس رنگ کا نور نظر پڑے اُسکو اپنے خیال کی قوت سے اس قدر
کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ کر کے قید سے مکان کی لامکان کے
میدان مین معلوم ہونے لگے یعنے معلوم ہو کہ زمین و آسمان وغیرہ نہین ہے
بالکل نور ہی نور ہے بعد اسکے اُس نور سے دوسرے نور مین جانے کا ارادہ اور
ہمت اپنے دل مین کر کے اس بات کی درخواست اللہ تعالیٰ کی جناب سے

کرکے اپنے خیال کی نظر سے اُس نور مین اس حد تک غور کرے کہ اُس نور کی پشت مین سے دوسرا نور دکھائی دے تب اُس نور کو بھی پہلے نور کی طرح کشادہ کرے اور اُسی طرح غور کرے یہانتک کہ تیسرا نظر پڑے اور نورون کے طے کرنیکے درمیان مین مراقبہ صمدیت کا بھی برابر کرتا رہے اُس کا ذکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ کرین گے اسیطرح نورون کو طے کرتا جاوے یہان تک کہ آخر پردے تک پہونچے اور وہ ایک پردہ ہے لطیف بے رنگ اور اُسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین اگرچہ اُس پردے کو دریا کے پانی سے جو خس و خاشاک اور ریگ اور خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہے تشبیہ دیتے ہین لیکن خوب غور کرنے کے بعد اُس کی تشبیہ دینے کے قابل کوئی چیز خیال مین نہین آتی پھر نسبت بے رنگی کے گذرنے کے بعد ذات پاک کی معرفت حاصل ہوگی اور سلوک مشہور تمام ہوگا اور مقام سیر فی اللہ کا یعنی سلوک ثانی آگے آویگا اور اُس کے درمیان مین بہت اچھے حالات اور عجیب مقامات حاصل ہونگے اور جس مرشد کے حضور مین طالب سیر فی اللہ مین ترقیات کریگا وہی مرشد اُسکو اُن مقامون کی حقیقت سے خبردار کرے گا اور پردہ بے رنگی سے گذرنے کی یہ حقیقت ہے کہ اُس کو ہمیشہ غور کرتے کرتے جب وہ بھی طے ہوجاویگا تب معرفت ذات پاک کی حاصل ہوگی یعنے اللہ تعالےٰ کو بے شک اور بے شبہ کے پہچان جاوے گا ایسا کہ گویا اللہ تعالےٰ کو دیکھتا ہے اور اُسکے دل کو بڑی تسکین ہوگی اور ایمان کی لذت اور حلاوت پاویگا اور اصل یقین اُسکو حاصل ہوگی وہ یہی حقیقت شاہدے کی ہے اور مشاہدہ ایمان تحقیق کے قسمون سے ہے اور اسی کو عین الیقین کہتے ہین عین الیقین کے معنی وجود عینی یقین کا یعنی اصلی یقین ان سب بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ بندے اور حق کے درمیان مین جو پردے ہین اُن سب پردون کے اُٹھ جانے کے بعد مومن کے دل مین ایمان

کا نور حاصل ہوگا اور اصل ایمان کی نعمت پاویگا اور عقل اور ایمان کی آنکھ سے اپنے
رب کو بغیر صورت شکل رنگ روپ اور جہت کے دیکھے گا اور جب تک
رنگ اور صورت اور جہت کے ساتھ نور نظر پڑتا ہے اگرچہ دل ہی کی آنکھ سے ہو
تب تک مشاہدہ نہین ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ مشاہدے کا حاصل ہونا بہت مشکل
ہے اسکی فکر مین پڑنا عبث ہے سو یہ بات نری غلط ہے کیونکہ ایک قسم کا مشاہدہ یعنے
اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر مسلمان کو حاصل ہے اگر مشاہدہ حاصل نہوتا تو رمضان
مین بڑی شدت کی پیاس مین اکیلے مکان مین جہان ٹھنڈا پانی موجود ہوتا ہے
پانی پی لیتے اور وضو شکست ہونے اور حاجت غسل ہونے سے وضو غسل نکرتے
ہان کسی کو کامل مشاہدہ حاصل ہے کسی کو ناقص بقدر اُسکے ایمان کے تو بس ذکر اور
مراقبے مین اور قرآن کی تلاوت مین کہ وہ بھی ذکر ہے لگا رہے اور ہمیشہ مشاہدے
کا امیدوار رہے جسقدر مشاہدہ بڑھتا جاوے گا اُسکے ایمان کا نور زیادہ ہوتا جاویگا
اب مکاشفے اور مشاہدے کا بیان سنو فائدہ مکاشفہ بولتے ہین ان بات کو کہ بعضے
صفات اور حقایق آلیہ یعنے حقیقتین اور کرشمے اور معاملے معبودیت کے کسطرح سے
سب کو اپنا عاشق اور اپنے قابو مین اور اپنا محتاج کر رکھا ہے یا حقایق کونین یعنے
کائنات کے موجود کرنے روزی دینے فتح و شکست دینے حاجت برلانے وغیرہ کارخانے کی
صفتین اور حقیقین اور ساری مخلوقات کی حقیقتین سالک کو باریک اور شفاف
پردے کی آڑ سے اللہ تعالیٰ کے نامون مین سے کسی نام کے مضمون سمجھ مین آجانے
اور تاثیر کرنے سے کہ اُس نام سے وہ صفات اور حقایق علاقہ رکھتے ہین اور اُس
نام مین وہ صفات اور حقایق ثابت اور موجود ہوتی ہین اور اُس نام کے واسطے
وہ صفات خاص کی گئی ہین ظاہر ہو جاتی ہین یعنے کسی مظہر مین باریک اور
شفاف پردے کی آڑ سے وہ صفتین اور حقیقتین ظاہر ہو جاتی ہین جس طرح سے

آئینے مین ایک پردہ شفاف کی آڑ سے کسی چیز کا عکس نظر پڑتا ہے اسیطرح
سے سالک اللہ تعالیٰ کی صفت کا عکس کسی مظہر مین باریک اور شفاف پردے کی
آڑ سے عقل اور معرفت کی آنکھ سے دیکھتا ہے مثلاً آسمان آفتاب ماہتاب یا گلاب
کا پھول دیکھ کے اسم خالق سے خلق کے اندازہ کرنے اور پیدا کرنے اور رنگ اور
حسن بخشنے کی صفت اور حقیقت موافق مشیت اور حکمت کی اور اسم مصور سے مخلوقات
کی صورت شکل درست کرنے کی صفت اور حقیقت اور اسم رزاق سے روزی پیدا کرنے
اور مخلوقات کی روزی پہونچانے کی صفت اور حقیقت اور اسم قہار سے صفت اور
حقیقت غالب ہونے کی کہ تمام عالم اُسکی قدرت کے نیچے عاجز اور مغلوب ہین
اور اسم منتقم سے صفت اور حقیقت بدلہ لینے کی کہ کافرون اور سرکشون سے عذاب
کے ساتھ بدلہ لینے والا ہے کھل جاتی ہے وعلیٰ ہذا القیاس خلاصہ یہ کہ اُس خالق نے
ساری اشیا کو اپنے اسما کی صورت پر پیدا کیا ہے یعنی جسطرح سے کسی شخص کی صورت
دیکھنے سے وہ شخص پہچانا جاتا ہے اُسی طرح خلق کو دیکھ کے خالق پہچانا جاتا ہے اور بعضی اشیاء
کے دیکھنے سے سالک پر بعضے اسما کی حقیقت کھل جاتی ہے چنانچہ یہ بیت کہ بچشمانِ دل
مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدان کہ مظہر اوست + اسی مضمون کے بیان مین ہے
اور مشاہدہ کہتے ہین اس بات کو کہ وہ حقائق الٰہی بے مظہر اور بے صفت کے ظاہر ہوتی
ہین لیکن ایک خصوصیت اور تمیز کے ساتھ یعنی سالک کو ایمان اور عقل کی آنکھ سے اللہ
تعالیٰ کی حضوری نظر پڑتی ہے اور اُس ذات پاک کا جمال دیکھتا ہے اور کسی مظہر او
کسی صفت کے خیال کرنے کا ہوش نہین رہتا بلکہ بے کیف کہ اُسکی مثال نہین ہو سکتی
مگر باوجود اسکے سالک کو تمیز ہوتی ہے اور اپنے رب کو پہچانتا ہے اس پہچاننے کا بیان
ممکن نہین بیت میانِ عاشق و معشوق رمزیست + کراماً کاتبین را ہم خبر نیست
اور اسکو عین الیقین کہتے ہین اور جب تک کہ صورت اور رنگ اور

جہت کی قید کے ساتھ کوئی نور دیکھتا ہے تب تک مشاہدہ نہین ہے مشاہدے کی
لذت کا بیان ممکن نہین مصرع دلِ من داند و من دانم و دلِ من + آور
اسکے اوپر معائنہ ہے معائنہ کہتے ہین اس بات کو کہ وہ حقایق الٰہی خصوصیت
اور تمیز کے ظاہر ہوتے ہین یعنی وہان کچھ امتیاز نہین باقی رہتا بلکہ ایمان اور عقل کی آنکھ
پر خود اُس ذات کا ظہور رہتا ہے اُسکا بیان ممکن نہین مصرع لذتِ می نشناسی
بخدا تا نہ چشی + غرض جس حواس سے تمیز ہوتی ہے وہ حواس بھی اپنی جگہ پر باقی نہین
رہتے بلکہ سارے حواس بھی ذات پاک کے مشاہدے مین آنکھ بن جاتے ہین اور
اُسی کو شہود ذاتی اور حق الیقین کہتے ہین اور اکثر حضرات صوفیہ کے کشف
بولتے ہین صفات کے کھل جانے کو اور مشاہدہ بولتے ہین ذات کے ظاہر ہونے
کو اور کشف اور مشاہدہ دونون اللہ تعالیٰ کے افعال سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ
افعال سے صفات کھل جاتی ہین اور یہی کشف ہے اور صفات کے کھلنے سے
ذات پہچان پڑتی ہے اور یہی مشاہدہ ہے اور کشف بولتے ہین جلال یعنے قہر
کے صفات ظاہر ہونے کو اور مشاہدہ بولتے ہین جمال یعنے لطف کے صفات
ظاہر ہونے کو اسکا سبب یہ ہے کہ کشف مین صفات جلالیہ کا پردہ اُٹھ جاتا ہے
اس سبب سے خوف اور ہیبت بندے کے حال مین اثر کرتے ہین اور مشاہدے مین
صفات جمالیہ بندے پر ظاہر ہوتی ہین اور اُس کے سبب سے بندے کو جو شوق
اور خوشی حاصل ہوتی ہے اس سبب سے اپنی محبت کی آنکھ کو کھول کے ذات پاک
کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اُس بندے کو خوشی و فرحت اور آنکھ کی ٹھنڈک
حاصل ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کشف مکاشفہ شہود ذاتی مشاہدہ سب ایک
ہے تھوڑا تھوڑا نازک اور باریک سا فرق ہے اور علم مکاشفہ اس بات کو کہتے
ہین کہ طریق حق کے سلوک کے بعد اور صدق معاملت کے بعد یعنے اللہ تعالے

کی مرضی کے موافق اعمال اور اخلاق اور عقائد درست کرنے کے بعد ایک نور سالک کے دل مین پڑتا ہے کہ اُسکے سبب سے سب چیزون کی حقیقتون کی معرفت جیسی ہو ویسی کھُل جاتی ہے اور معرفت ذات وصفات اور افعال حق سبحانہ تعالےٰ کی ظاہر ہوتی ہے اور اُس کے تئین علم حقیقت اور علم وراثت بولتے ہین اسی مضمون کا بیان ہے اس حدیث مین مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللّٰہُ مَا لَمْ یَعْلَمْ جو شخص کہ عمل کرے اُسکے موافق جو جانا اور پڑھا ہے علم ظاہر سے روزی کرتا ہے اور بخشتا ہے اُس کو اللہ تعالےٰ وہ علم جو جانا بھی نہین اور پڑھا بھی نہین اور علم ظاہر اور باطن جو بولتے ہین اُسکے یہی معنی ہین اور دونون علم کی نسبت آپس مین نسبت تن اور جان کی اور چمڑے اور مغز کی سی ہے جب یہ بات ذہن نشین ہوئی تو اب کشف اور مشاہدے کی حقیقت کا بیان سنو کشف اور مشاہدے کی حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اور ابدال لوگون پر اللہ عزوجل کے افعال یعنی فعلون مین سے وہ چیز بھی ظاہر ہوتی اور کھل جاتی ہے کہ عقل پر غالب آجاتی ہے اور ساری عادت رسم اور چال کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے یعنے اُس مقام مین عقل اور عادت اور رسم اور چال کا ہوش نہین باقی رہتا ہے سواے مشاہدۂ جمال محبوب کے کسی بات کا خیال اور ہوش نہین رہتا پھر وہ افعال بھی دو قسم پر ہین جلال یعنے قہر کی شان اور جمال یعنے لطف کی شان سو ظاہر ہونا اللہ تعالےٰ کی جلال اور عظمت کی صفات کا جو ہے اُسی کو کشف بولتے ہین اس سے خوف بے آرام اور بے چین کر دینے والا پیدا ہوتا ہے اور ایسا ڈر پیدا ہوتا ہے کہ اُسکا ہوش اپنی جگہ پر نہین رہتا اور صفت جلال کا بڑا غلبہ دل پر ہوتا ہے اور جلال اور عظمت اُس سبحانہ وتعالےٰ وشانہ کی دل پر غالب ہو جاتی ہے اسطور کہ اعضا اور جوارح پر خوف اور تعلق یعنے بے چینی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت کے سینہ مبارک سے

ایک آواز مثل آواز جوش کرنے دیگ کے سنی جاتی تھی حق تعالیٰ کے خوف کی شدت اور زیادتی سے اس سبب سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین اللہ عزوجل کا جلال دیکھتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کی عظمت کھل جاتی تھی چنانچہ شمائل ترمذی مین باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین عبد اللہ ابن شخیر سے روایت ہے قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ یعنے اُس نے کہا کہ آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انکے شکم مین آواز تھی مثل آواز دیگ کے رونے سے اور ایسا ہی حال ابراہیم خلیل اللہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لوگون نے بیان کیا ہے اور مشاہدہ جمال کا جو ہے سو اُسکی حقیقت یہ ہے کہ اولیاؤن اور ابدالون کے دلون پر اللہ تعالیٰ کی تجلی اُس صفات کے ساتھ ہوتی ہے کہ دل مین روشنی اور خوشی اور خرمی اور گناہ سے پاک رہنے کی توفیق پیدا ہوتی ہے اور لذیذ کلام یعنی مزے کی باتین اور حکائتین آرام دینے والی ہوتی ہین اور اُس حالت مین بڑی بڑی بخشش اور انعام اور بڑے بڑے مرتبے اور بڑے بزرگ مقامات کا ملنا اور اُس سبحانہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا جو اُس بندے کی تقدیر مین لکھا ہے اور اسکو ملنے والا ہے اُسکی خوش خبری اُس تجلی مین سے اللہ تعالیٰ اُس بندے کو دیتا ہے محض اپنے فضل اور رحمت ظاہر کرنے کو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو یہ تجلی اور بشارت ہوتی ہے تو اسی واسطے ہوتی ہے کہ وے لوگ دنیا مین اُس بخشش اور انعام اور مقامات اور قرب حاصل ہونے کے وقت مقدر کے آنے تک اللہ تعالیٰ کی طلب اور اُس کی راہ مین محنتون کے اُٹھانے مین ثابت قدم اور خوش دل رہین اور اسی واسطے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بلالؓ مؤذن کو

ارِحْنَا یَا بِلَالُ راحت دے ہمکو اے بلال یعنے اقامت کہہ تاکہ ہم نماز مین داخل
ہون اور جمال الٰہی کے مشاہدے سے آرام پاوین یہی مضمون فتوح الغیب مین ہے
اور اسی خوشی کا بیان عارفون کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اس حدیث مین جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ یعنی کی گئی اور ٹھہرائی گئی ہے سردی اور
ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز مین یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل وکرم سے
جو میرے حال پر رکھتا ہے یہ تجلی فرمائی اور میری آنکھ کو ٹھنڈک بخشی مین نے اپنی ریاضت
وکسب سے یہ نعمت نہین حاصل کی یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح مین باب فضل الفقر کی تیسری
فصل مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قرۃ العین سے مراد ہے فرحت اور سرور
اور مقصد کا حاصل ہونا قرۃ کا لفظ یا تو یون سمجھین کہ قر قاف مفتوح سے نکلا ہے بمعنے
قرار وثبات کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے دیدہ قرار پاتا ہے اور محبوب کے دیدار سے آرام
لیتا ہے اور دوسری طرف نہین دیکھتا اور خوشی کی حالت مین دیدہ اپنی جگہ پر ٹھہرا
رہتا ہے اور جب محبوب کو نہین دیکھتا تب دیدہ پریشان اور ہر طرف دیکھتا رہتا ہے
اور غم اور خوف کی حالت مین دیدہ پھرا کرتا ہے اور لرزان رہتا ہے اور یا تو یون
سمجھین کہ قرۃ کا لفظ قر قاف مضموم سے نکلا ہے بمعنی سردی کیونکہ محبوب کے مشاہدے مین
آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے اور اسکو لذت ملتی ہے اور جب محبوب کو نہین دیکھتا تب آنکھ مین
گرمی اور سوزش ہوتی ہے اسی واسطے فرزند کو قرۃ العین بولتے ہین اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کی گئی ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز مین یہ نفرمایا کہ
کی گئی ٹھنڈک میری آنکھ کی نماز تو اس مین اس بات کا اشارہ کیا ہے کہ بموجب مضمون
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کے یعنی بندگی کرے تو اللہ کی اسطرح پر کہ گویا تو اللہ کو دیکھتا ہے
خوشی اور آرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز مین حق سبحانہ تعالیٰ کے
مشاہدے سے حاصل ہے کچھ نماز یا نماز کے ثواب سے نہین کیونکہ مشاہدے کے وقت حق کے

دوسرے کی طرف دیکھنا اور دوسرے کے دیکھنے سے آرام نہین ہوتا اور نماز بھی حق کے سوا ہے اگرچہ اُسکی نعمت اور اسکا فضل ہے اور حق کے فضل اور اسکی نعمت سے خوش ہونا بھی بڑا عالی مقام ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے گیارھوین پارہ سورہ یونس مین قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا تو کہہ خوشی کرو اللہ کے فضل یعنی قرآن سے اور اُس کی مہر یعنے دین اسلام کلمہ شہادت نماز زکوٰۃ روزہ حج سے سوا ہے پرچاہیے خوشی کرین مومنین لیکن فضل کرنے والے اور نعمت دینے والے کی مشاہدے اور اسکے مشاہدے کی خوشی سے یہ مقام نیچا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت ہی بڑا اور نہایت بلند ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ فَلْيَفْرَحُوْا چاہیے کہ خوشی کرین مومنین یہ نفرمایا کہ فَلْتَفْرَحْ پھر چاہیے کہ خوش ہووے تو کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حق کے مشاہدے کے دریا مین ہر وقت غرق تھے اُنکو حق کے سوا دوسری نعمت کی طرف دیکھنے کی فرصت کہان تھی اور ممکن ہے کہ اس مقام سے بعضے خاصگان اُمت کو بھی اُنکی لیاقت کے موافق کچھ حصہ ملے کیونکہ محبوب کے دیکھنے سے آنکھ کی ٹھنڈک جو ہوتی ہے سو اُس کا یہ حال ہے کہ محبوب کو جسقدر پہچانتا ہے اُسقدر ٹھنڈک آنکھ کو ہوتی ہے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت یعنی محبوب کی پہچان کے برابر کسی کو محبوب کی پہچان حاصل نہین اسواسطے دوسرون کو ویسا مشاہدہ اور ویسی آنکھ کی ٹھنڈک بھی حاصل نہین غرض جو عارف ہوگا وہ نماز مین بڑی راحت پاویگا اور اُس کا دل نماز مین لگا رہیگا فائدہ حضرت امام اس طریقے کے یعنے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

بیت اول ما آخرِ ہر منتہی ست + آخرِ ما جیبِ تمنا تہی ست +

سو طالب صادق کو چاہیے کہ اُسی بات کی تلاش کرے کہ جس بات کو وہ جناب جیب تمنا تہی کے لفظ سے بیان فرماتے ہین اس کا مجمل بیان

یہ ہے کہ خالی ہونا طالب کا اپنے ارادے اور قصد سے اور اپنے تئین مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مالک کے ہاتھ مین دیدینا اور یہ بات فرمان برداری کے مراتب کا انتہا درجہ ہے اور عبودیت کے علاقے کے مضبوط کرنے کا بڑا ہی قوی مرتبہ ہے اور اللہ کی معرفت کا یہی کمال ہے بس جس کے تئین اللہ کی عنایت اور غیبی کشش سے تمام پردے طے ہوگئے، وہ ذات پاک کی معرفت کے مقام مین پہونچتا ہے فائدہ توحید صفاتی کا مجمل بیان یہ ہے کہ نفی اور نفی النفی کا شغل کرنے والا اپنے تئین گمان کرتا ہے کہ عالم مین جو سب چیزین اور کائنات ہین وہ ہمارے ہی اندر سے نکلی ہین اور اس بات کی تصویر اُس کو اس طور پر نمودار ہوتی ہے کہ وہ اپنے بدن کو کشادہ اور چوڑا خیال کرتا ہے اور وہ کشادگی اور چوڑائی اس مرتبے کو پہونچتی ہے کہ اُس کے خیال مین یہ بات آتی ہے کہ میرے بدن کی کشادگی اور چوڑائی عالم اجسام سے یہانتک کہ عرش سے جو سب جسم دار چیزون کے اوپر ہے ہماری طرف گذرگئی ہے اور تمام عالم کو اپنے بیچ مین دیکھتا ہے افلاک اور عناصر اور پہاڑون اور دریاؤن اور درختون اور نہرون اور حیوان اور انسان سب کو اپنے جسم کا جزء جانتا ہے اور اُس حالت مین بطور کشف کے آسمانون کے مکانون پر اطلاع حاصل ہوتی ہے اور بعضے مقام مین زمین کے جو اُس کی جگہ سے بہت دور و دراز ہین انکی سیر حاصل ہوتی ہے اور اسکا وہ کشف بھی مطابق واقع کے ٹھیک ہوتا ہے لیکن مناسب اور لازم ہے کہ اپنے تئین حقیقت مین بیچ تمام عالم کا کل اور تمام عالم کو اپنا جزء نہ جانے بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ کیا خیال خلاف واقع ہے اور اس شغل اور مرتبے کے آثار ہین اور اس حالت مین توقف نہ کرے کہ یہ منزل مقصود کی سیدھی راہ نہین ہے اگرچہ کوئی راہ ہو لیکن سیدھی راہ سے بہت دور ہے اور اس راہ سے راہ چلنے مین بڑی مشکل ہوتی اور منزل پر پہونچنے مین بڑی دیر لگے گی اب ایک بات

جاننا چاہیے کہ نادان لوگ اس حالت کو بڑا کمال سمجھتے ہین اور حالانکہ یہ بات غلط ہے
کیونکہ انسان کا کمال اللہ تعالی کی معرفت سے ہے اور سالک کا اصل مطلب
اللہ کی معرفت ہے جس راہ سے معرفت حاصل ہونے مین دیر لگے اس راہ سے
بھاگنا لازم ہے اللہ کے طالب کو کھیل تماشے سے کیا کام غرض اُس راہ کو چھوڑ کے
انوار کی طرف جانے کا قصد کرے اور خوب غور کرے کہ انوار جو ذات پاک کی پردے
ہین سو نظر پڑین کیونکہ طالب کے مقصد حاصل ہونے کی یہی راہ ہے باقی ایک بات
اور سمجھنا چاہیے کہ اُسکو جو بطور کشف کے نظر پڑتا ہے اُس سے اُس کی غیب دانی
نہین ثابت ہوتی کیونکہ غیب تو اُسکو کہتے ہین جو چھپی چیز کو جان سکے اور یہ تو
کشف سے جانتا ہے کشف کے معنی کھل جانے اور پردہ اُٹھ جانے کے ہین تو اس
شغل کی تاثیر سے پردہ کھل جاتا ہے اور وہ سب کچھ دیکھنے لگتا ہے غیب کہان سے
ہوا **فائدہ** اب مراقبہ صمدیت کا بیان سُنو مراقبے صمدیت کے دو مرتبے ہین ابتدا
اور انتہا سو ابتدا سے یہ مراد ہے کہ ہر چیز کی احتیاج کو اُس سبحانہ تعالی کی طرف
اجمالاً خیال کرنا کہ سب اُسی کے محتاج ہین اور وہ سب چیزون سے بے پرواہ ہے
پھر جب یہ مراقبہ خوب مضبوط ہو تب اُسکے انتہا کے حاصل ہونے کی طلب کرے
اور انتہا سے یہ مراد ہے کہ نہایت محبت اور اُلفت اور نہایت تضرع اور عاجزی
کے ساتھ دنیا اور آخرت کے کام مین تفصیل کے ساتھ اپنی احتیاج کو اُس سبحانہ تعالی
کی طرف خیال کرے یعنی ایسا خیال کرے کہ ہر چیز مین مجکو اسی کی طرف احتیاج
ہے اور کوئی کام بدون اُس کی عنایت کے سرانجام نہین ہو سکتا سخت
کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اُس مراقبے مین اُسکو ایسی الفت
او محبت اور اللہ سے ایک ایسا علاقہ پیدا ہو کہ اُس کی مرضی مین اپنی جان
اور مال اپنی عزت اور آبرو کا فدا کرنا بلکہ اُس کے نام پر فدا کرنا اُس شخص پر

سہل اور آسان معلوم ہو بلکہ اس فدا کرنے کو اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت
اور مرتبے کی زیادتی کا سبب معلوم کرے اور یہ مضمون اُسکے اعتقاد مین جیسا کہ
چاہیے مضبوط ہوا ور قرار پکڑے اُسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایک بادشاہ کیطرف سے
انعام اور جاگیرین موروثی ہمیشہ کے واسطے نسلاً بعد نسلٍ باپ دادا کے وقت سے
پاتا آیا ہے اور اُس کا تمام کاروبار اُسکی گذران اور عزت اور اعتبار کا اسی بادشاہ
کے وسیلے سے ہوتا چلا آیا ہے سو اُس شخص کو اُس بادشاہ کی طرف سے اگر کوئی کام
کرنے کا حکم ہوگا تو وہ شخص بے شبہہ اُس کام کے سرانجام دینے کے واسطے اپنی جان
بھی فدا کرنے مین دریغ نہ کرے گا بلکہ اُسمین اپنا فخر جانے گا اور اس مراقبے سے معنے اِیَّاکَ
نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن کے یعنے تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے ہم مدد چاہتے
ہین بخوبی ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہین اور اس مراقبے کا پھل یہ ہے کہ تعالیٰ اللہ
کی توحید کھل جاویگی کہ باوجود بہت ہونے فعلون اور فاعلون کے اس
مراقبے والے کو ایک ہی فاعل اور ایک ہی موثر یعنے اثر ظاہر کرنے والا کہ وہ
فاعل اور موثر حقیقی کی ذات پاک ہے ہر فعل اور جنبش اور ہر سکون مین ظاہر ہو
ہے اور یہ بھی ایک قسم کا مشاہدہ ہے اور مشاہدہ انتہا مین ہوتا ہے سو اس طریقے
کے ساتھ سلوک کرنے مین مشاہدے کا اثر ابتدا مین معلوم ہوتا ہے اور ابھی ا
باقی ہے بس اسی مراقبے کو انوار کے طے کرنے مین برابر کرتا رہے اب مراقبے
لفظی معنی بھی سنو مراقبے کے معنی دونون طرف سے نگاہ رکھنا یعنے اُس طرف سے
بندے پر نگاہ پرورش اور رحم کی ہوتی ہے یہ بندہ غافل بھی اُس کی طرف نگاہ ا
اور حقیقت یہ ہے کہ کسی کا تصور کرنا اسی کو عرف شرع مین تفکر کہتے ہین اور اہل
کی اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی بولتے ہین یعنی کسی کی طرف تکی لگانا فائدہ
طریقۂ قادریہ کے اشغال کے بیان مین اس فائدہ مین طریقۂ قادریہ کے اشغال

بیان ہین اُس فائدے مین طریقۂ قادریہ کے خلاصۂ اشغال اس تغیر کے ساتھ لکھے
گئے ہین کہ سلوک کی آسانی کا موجب ہون اور مطلب جلدی ہی حاصل ہو اور انتہا مین پہونچنیکا
اثر ابتدا مین ظاہر ہو اور یہ تغیر حضرت مرشد برحق حضرت سید احمد قدس اللہ سرہ
نے دیا ہے اور یہ شغل طریقۂ قادریہ کا اس تغیر کے ساتھ جو ہے سو بھی شغل طریقۂ محمدیہ
کا ہے جیسا کہ نقشبندیہ طریقہ سے مجددیہ طریقہ نکلا اسیطرح سے طریقۂ قادریہ سے طریقۂ محمدیہ
اور اسی طرح سے طریقۂ چشتیہ اور نقشبندیہ اور مجددیہ سے بھی طریقۂ محمدیہ نکلا غرضکہ اس طریقۂ
محمدیہ مین سلوک کی راہ کوئی نئی ایجاد نہین ہے بلکہ قدیم طریقون کی تقلید ہے مگر کچھ تغیر
کے ساتھ جیسا کہ امام محمدؒ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب حقیقت مین حنفی ہے کیونکہ جو
کچھ ان بزرگون نے اجتہاد کیا ہے سو ابو حنیفہ کی تقلید کر کے اور حضرت مرشد نے چار طریقون
کے ذکر کو جدا جدا چار فصل مین لکھا ہے چارون کو ایک مین ملایا نہین کیونکہ چارونکا ایک
مین ملانا ممکن نہین جیسا کہ چارون مذہب کا ایک مین ملانا ممکن نہین باقی ایک کام کی
بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا کہ علماے دین نے تقلید کے واسطے چار مذہب کا منحصر کیا
ہے اسیطرح سے ان ہی چارون طریقون کے سواے مقبول طریقون کی تقلید اور انمین
داخل ہونا اہل طریقت کی کسی کتاب مین منع نہین بلکہ اور طریقے بھی سواے ان چارون
کے مقبول ہین جسطرح طریقۂ رفاعیہ اور سہروردیہ وغیرہ جو کوئی ان چارون کے سوائے
اور طریقون کو غیر مقبول سمجھے وہ عالم طریقت سے جاہل ہے ہان ہمارے بھی مرشد
کو ان ہی چارون طریقون مین بیعت حاصل تھی اور حقیقت مین چارون مذہب اور
سارے طریقون کی اصل غرض ایک ہے سلوک الٰہی باقی فقہی مسئلون مین اپنے مذہب کے سوا دوسرے
مذہب پر عمل نہین کر سکتا ہے بلکہ ایک مذہب معین پر چلنا ہوتا ہے اور ذکر اور مراقبہ ہر طریقے کے موافق
کر سکتا ہے اب قادریہ طریقہ کے ذکر کا بیان سنو فائدہ پہلے ذکر ایک ضربی کرنا چاہیے ذکر یک ضربی
کا یہ طریقہ ہے کہ دو زانو بطور نماز کے بیٹھ کے لفظ مبارک اللہ کی سینہ کے درمیان سے

شدت اور جہر کے ساتھ نکالے اور اپنے منھ کے آگے قریب [illegible] کو لینے کیوقت
ایسا خیال کرے کہ اس لفظ مبارک کے ساتھ ایک نور منھ کے آگے سے نکلا اور جب کہ ضرب
تمام ہوگی تب ایک آواز دراز بطور آواز گھڑیال کے اُسکے خیال میں باقی رہیگی اسکا بیان
یہ ہے کہ جب آدمی شدت اور جہر کے ساتھ آواز نکالنے کا قصد کرے تب پہلے کہ سننے
کے قابل آواز ظاہر ہو ایک جنبش ظاہر ہوتی ہے اور اُس جنبش کو آواز خیالی کہنا چاہئے
اور جب جہر اور شدت کے ساتھ آواز تمام ہوتی ہے تب اُس آواز کے تمام
ہونے کے بعد اور اس بات کے پہلے کہ دم اپنی جگہ پر آوے اور شکل اور صورت
منھ اور ہونٹھ زبان کی پہلی حالت میں آوے ایک آواز تو خیال میں رہتی ہے
کہ اُس آواز کو کان دریافت نہیں کر سکتے ان آواز کرنے والے کو چاہئے کہ اس پچھلی
خیالی آواز کو زیادہ تر کھینچے یعنی جسطرح سے گھڑیال کی آواز گونجتی ہے اسیطرح سے خیال
میں یہ آواز گونجتی رہے اور اس خیالی آواز کو خیال میں کھینچتا جاوے اور اُس آواز کے کھینچنے
کے ساتھ جو نور کہ خیال میں منھ سے نکلا ہے اُسکو خوب دراز اور کشادہ بطور مثل چادر نورانی
کے کرکے اپنے منھ کے آگے سے سر پر لاکے تمام بدن کو سر سے قدم تک اُس چادر سے گھیرے
پھر اُس خیالی آواز سے بھی چپ رہے اور اس خیالی آواز کو موقوف کرکے ایسا معلوم
کرے کہ وہ چادر نورانی اُسکے سارے بدن میں گھس کے ہر طرف سے آگے سینے
کے درمیان میں جمع ہوتی ہے اور بعد اسکے چند بار اس ذکر کے کرنے کے سبب سے وہ نور تہ
بتہ ہو کے تمام جسم کی جگہ پر وہی نور قرار پکڑے مثلاً ایسا معلوم کرے کہ پہلی بار ذکر کرنے میں
وہ نور سینے کے درمیان میں جمع ہوا تھا پھر دوسری بار میں چھاتی اور پیٹ کے قریب
پہونچا اور تیسری بار میں چھاتی اور پیٹ تک پہونچا اسی طرح سے ذکر کرتے کرتے تمام جسم
کی جگہ پر وہی نور ہو گیا اور جب ایک بار ذکر کر کے چپ رہے تب اُس چپ رہنے
میں اپنے لطائف کو ذات بحت یعنی ذات صرف کی طرف متوجہ کرے یعنی اللہ کی لفظ

مفہوم جو محض بسیط اور نرا مجرد ہے وہی مفہوم ذات بحث ہی جو رنگ روپ صورت
شکل جہت مکان سب سے پاک ہی سُو اُس ذات صرف کی طرف اپنے لحاظ کو متوجہ
کرے اور اِس لحاظ کے مضبوط ہونے اور سینے مین اُس نور کے جمع ہونے کے بعد
پھر اُسی طور سے ذکر کرے اور اِس ذکر کو خوب کثرت کے ساتھ ہمیشہ کرتا رہے یہانتک
کہ قابو مین آوے اور اِس مفہوم اور مجرد اور بسیط کے معنی راحت روح کی نوین فائدے
مین ہم لکھ چکے فائدہ ایک ضربی ذکر کے خوب قابو مین آنے کے بعد بطریق
مسطور کے ذکر دو ضربی شروع کرے اُس کا طریق یہ ہے کہ دو زانو مثل نشست
نماز کے بیٹھے اور لفظ مبارک اللہ کی سینے کے درمیان سے نکال کے شدت اور
جہر کے ساتھ داہنے زانو مین ضرب کرے اور پھر خیالی آواز جو دراز ہوتی اور کھینچی جاتی
ہے اُس آواز کی درازی اور کھینچنے کو آہستگی کے ساتھ داہنے شانے تک کھینچ کے
سینے کے بیچو بیچ یعنے دھکدھکی مین پہونچا وے اور ایسا خیال کرے کہ اُس لفظ
کے ساتھ منھ سے نور نکل کے اور خیالی آواز کے ساتھ کشادہ اور دراز ہو کے
داہنے زانو اور پہلو اور شانہ اور ہاتھ کے بجائے تمام وہی نور ہو گیا یعنے یہ سب
عضو مٹ گئے اور اُن کی جگہ پر وہی نور بیٹھ گیا ہے پھر تھوڑا سا چپ رہے اور اُس
چپ بیٹھنے مین اُسی نور کو بجائے اعضائے مذکور کے ملاحظہ کرے تا کہ اُن عضو کے
بجائے اُسی نور کی صورت اُس کے ذہن مین خوب بیٹھ جاوے بعد اُس کے اُسی لفظ مبارک
کو اُس کے ساتھ سینے کے درمیان سے داہنے شانے تک کھینچ کے شدت اور
جہر کے ساتھ قلب پر ضرب کرے اور ایسا خیال کرے کہ وہی نور جو داہنے طرف
محیط ہوا تھا سُو ضرب کے ساتھ قلب مین گھُس گیا ہے پھر تھوڑا سا چپ رہے
اور اُس چپ رہنے مین ایسا ملاحظہ کرے کہ وہی نور جو قلب مین گھس گیا تھا سُو
اُس شخص کے تمام بدن کے اندر پھیل گیا اسی طرح سے اِس ذکر کو کثرت

کے ساتھ ہمیشہ کیا کرے یہانتک کہ قابو مین آوے فائدہ دو ضربی ذکر کے خوب قابو
مین آنے کے بعد سہ ضربی ذکر کرے سہ ضربی ذکر کا طریق یہ ہی کہ چار زانو بیٹھے
اور بطریق مذکور کے ایک ضرب داہنے زانو مین مارے ورد وسری ضرب بائین
زانو مین اُسی طریق سے مارے اور تیسری ضرب قلب مین اُسی طریق سے
مارے اور بطریق مذکور کے داہنے بائین عضو کا مٹنا اور ان کے بجاے نور کا بیٹھنا اور
قلب مین نور کا گھسنا اور تمام بدن کے اندر پھیل جانا ملاحظہ کرے فائدہ سہ ضربی
ذکر کے قابو مین آنے کے بعد چار ضربی ذکر کرے اُس کا طریق یہ ہے کہ چار زانو
بیٹھ کے بطریق مذکور کے ایک ضرب داہنے زانو مین مارے اور دوسری ضرب بائین
زانو مین اور تیسری قلب مین اور چوتھی اپنے سامنے کی طرف مارے تینون ضرب
مین بطریق مذکور کے نور کا ملاحظہ کرے اور چوتھی مین اس وضع سے ملاحظہ کرے
کہ اس لفظ مبارک کے ساتھ جو نور نکلا سو اُس شخص کے پیچھے سے احاطہ
کرتا ہے اور یہانتک اُس شخص کے پیچھے سے احاطہ کرتا ہے کہ اُس شخص
کے تمام بدن کو گھیر لیا اور یہ شخص تمام اُس نور مین غرق ہو گیا بلکہ اُس
شخص کے بدن کے بجاے اُسی نور نے قرار پکڑا فائدہ اس طریق مذکور کے
ساتھ اس ذکر کا غایت اور انتہا یہ ہے کہ اسم ذات کے ذکر کا اثر تمام بدن پر اجمالاً
اور زانو اور پہلو اور شانہ اور ہاتھ پر تفصیلاً احاطہ کرے اور بشریت
کی تاریکی تمام بدن سے عموماً اور اعضاے مذکورہ سے خصوصاً نکل جاوے
اور تمہید فناے جسمانی کے ہونے یعنے جسم کے فنا ہونے کا نقشہ بندھے اور
ذکر فکر کے ساتھ مل جاوے اور ذکر سے مراقبے کی طرف جانا یعنے جس نام پاک
کا ذکر کرنا ہے اُس کے مفہوم کیطرف اپنے لحاظ کو متوجہ کرنا اور عقل کی
آنکھ سے اُس ذات کی طرف ٹکٹکی لگانا آسان ہو حاصل کلام کا جب یک ضربی

سے لیکے چار ضربی تک چارون ذکرون کے آثار ظاہر ہون تب فکر مین مشغول ہونا چاہیے فکر کہتے ہین مراقبے کو فائدہ مراقبہ پہلا مراقبہ وحدانیت کا ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالےٰ کو جو لاشریک لہٗ کے مضمون سے صاف ظاہر ہے ہر جگہ لحاظ کرے کہ ہر وقت مین اور مکان مین وہی ایک ذات پاک یگانہ اور اکیلا موجود ہے اور اس لحاظ کرنے مین ہر صورت خیال مین گذرتی ہے پہلی صورت یہ کہ ہر چیز کو نفی کر کے اُس کی جگہ پر حق تعالیٰ کا وجود سمجھے دوسری صورت یہ کہ حق تعالیٰ کے وجود کو ان چیزون کا عین خیال کرے سو اس مراقبے مین یہ دونون صورتین مراد نہین ہین بلکہ ان دونون صورتون سے پرہیز کرنا اور بچنا لازم ہے تیسری صورت جو اس مراقبے مین مراد ہے سو یہ ہے کہ اُس سبحانہ کے وجود کو یگانہ اور اکیلا غیر تمام اشیاء کا ہر جگہ مین تصور کرے نہ تو ان چیزون کو نفی اور نیست کرے اور نہ اُن چیزون کو عین حق کی جانے کہ یہ چیزین عین اللہ ہین اُسکی مثال یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ فارسی مین ہست کی لفظ کے ساتھ اور ہندی مین ہے کی لفظ کے ساتھ جس معنی کو بیان کرتے ہین سو وہ معنی ہر جگہ پر موجود ہین اور وہ معنی کسی چیز کا عین نہین ہین بلکہ ہر چیز کا غیر ہین باوجودیکہ کوئی چیز اُس معنی سے خالی نہین ہے بلکہ جو چیز موجود ہے اُس کے ساتھ وہ معنی موجود ہین فائدہ وحدانیت کے مراقبے کے خوب مضبوط ہونیکے بعد مراقبہ صمدیت کا کرے اور مراقبۂ صمدیت کا مذکور ہو چکا فائدہ اس مراقبے کے بعد شغل دورے کا کرے اور دورے کے شغل کے ارکان اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ مین سے چار اسم ہین اللہ تعالےٰ کے نو دو نہ نام اسماء حسنیٰ کہلاتے ہین اسماء حسنیٰ کے نامون مین سے خاصۃً یہ چار نام ہین۔ سَمِیعٌ بَصِیرٌ۔ قَدِیرٌ۔ عَلِیمٌ ہر ایک نام کے ساتھ اسم ذات یعنے لفظ اللہ کی ملاوے اُس کا طریق یہ ہے

کہ بطور مراقبہ کے بیٹھ کے اور خاطر کو یعنی دل کے خیالات کو جمع کر کے اور دل کو حاضر کر کے اپنے خیال مین کہے کہ اللہ سَمِیعٌ اور اُسکو ناف سے کہ مقام لطیفہ نفس کا ہے نکال کے سینے کے بیچون بیچ یعنے دھکدھکی مین کہ مقام لطیفہ سر کا ہے پہونچاوے اور ایسا جانے کہ اُسکی روح جو ہر چیز کی دریافت کرنے والی انسان کے وجود مین ہے وہی سارے بدن سے جمع ہو کے ذکر مذکور کے ساتھ ناف سے سینہ کے بیچون بیچ دھکدھکی مین پہونچی ہے اور اگر ناف سے سینہ کے بیچون بیچ روح کا چلنا اور پہونچنا مشکل معلوم ہو ایسا خیال کرے کہ روح اُن دونون اسم یعنے اللہ سمیع کے درمیان مین ہے اسی طور سے کہ لفظ اللہ کی اُسکے اوپر اور لفظ سمیع کے نیچے ہے تب اس تدبیر سے روح کا چلنا ان دونون اسم کے چلنے کے ساتھ آسان ہوگا بعد اسکے بطریق مذکور کے اللہ بَصِیْرٌ کے ساتھ روح کو لطیفہ سر سے لطیفہ اخفیٰ مین کہ مقام اُسکا تالو ہے پہونچاوے پھر اللہ کے ساتھ روح کو اخفیٰ سے چوتھے آسمان مین پہونچاوے پھر اللہ علیمٌ کے ساتھ روح کو چوتھے آسمان سے عرش معلیٰ مین پہونچاوے اور چاہیے کہ تیسری اور چوتھی منزل مین یعنے چوتھے آسمان اور عرش مجید مین دیر تک توقف کرے آدھی گھڑی یا ایک گھڑی تک جسقدر کہ ممکن ہو اور اُس مقام مین روح کو داہنے اور بائین دور دور سیر کرا دے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُن مقامون مین روح کا توقف کرنا مشکل ہوتا ہے بلکہ مثل بھاری چیز کے خود بخود نیچے کو گر پڑتی ہے تو اُسکو نہ گرنے دینے کی یہ تدبیر ہے کہ اوپر چڑھتے وقت آسمانون مین بطور روزن یعنے جھروکون کے ایک راہ خیال مین آویگی سو روح کے توقف اور ٹھہرے رہنے کے واسطے اُن جھروکون کو خیال کی کوشش سے بند کرے جس طرح سے کائی پتھر پھینکنے سے پھٹ جاتی ہے اور پھر خود بخود مل جاتی ہے اسیطرح سے اس راہ کو خیال سے بند کرے تا کہ روح اُس مقام مین توقف کرے پھر اُن ہی ساتھیون کے ساتھ عرش مجید سے لطیفہ نفس تک ترتیب اور وضع مذکور کے

ساتھ اترے یعنی اللہ علیم کے ذکر سے عرش مجید سے چوتھے آسمان تک اور سمیع کے
ذکر سے چوتھے آسمان سے لطیفۂ اخفیٰ تک اور اللہ بصیر کے ذکر سے لطیفۂ اخفیٰ سے
لطیفۂ سر تک اور اللہ سمیع کے ذکر سے لطیفۂ سر سے لطیفۂ نفس تک آپہونچے اور آہستہ
آہستہ اس ذکر کو بڑھاتا جاوے تاکہ اس کا اثر ظاہر ہووے اسکے آثار میں سے ذکر کے روح
کو نورانیت کا مزہ حاصل ہوتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی ارواح سے اور فرشتون سے
ملاقات ہونا اور سیر کرنا بہشت اور دوزخ اور آسمانون کے مکانون کی مثل
سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور وغیرہ کے اور لوح محفوظ کی سیر کرنا اور وہان کے معاملونکا
کھل جانا اور ان ہی کامون کے واسطے روح کو آسمانون مین متوقف کرنا اور دائر و سائر
کرنا چاہتا ہے اور وہان کے عجائب کا دیکھنا مختلف ہوتا ہے ہر شخص اپنی قوت ادراک
اور استعداد کے موافق اور اپنے حال کے مناسب دیکھتا ہے اور ارواح اور فرشتون
کی ملاقات مین ان لوگون سے بات چیت ہوتی ہے اور کسی وقت ٹھیک صلاح پر جو
سالک کی راہ کی مفید ہوتی ہے یا اور نیک بات پر آگاہ کر دیتے ہین اور روح کو ایک لطافت
اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ایک قرب اور انس حاصل ہوتا ہے
اور جسم سے بیگانگی حاصل ہوتی ہے اور ایسی نورانیت حاصل ہوتی ہے کہ نفی کے کرنے
مین اعانت اور مدد کرتی ہے اور نفی کو خوب آسان کر دیتی ہے اور اگرچہ آدمی کی
روح عالم قدس اور آسمانون پر چڑھنے کے قابل نہین ہے لیکن ذکر الٰہی اسکی ساتھی
ہوئی تب جس مقام مین پہونچنے کی طاقت نہین رکھتی تھی اس ساتھی مذکور کے
ساتھ اس مقام مین پہونچ سکے گی فائدہ دورے کے شغل کے بعد نفی کا ذکر شروع کرے
اور نفی کا بیان ہو چکا اور نفی کے شغل کے ساتھ شغل یادداشت کا ملاوے
جیسا کہ اوپر مذکور ہوا بعد اسکے شغل نفی النفی کا جس طرح مذکور ہوا اسی طرح پر
عمل مین لاوے پھر اس کے بعد ضرور ہے کہ سالک کو دو صورتین درپیش ہونگی

ان ظاہر ہوگی جس کا ذکر ہو چکا یا نور کے پردے ظاہر ہونگے اور یہی دوسری صورت طالب کے مطلب پانے کی راہ ہے پھر سالک کو چاہیے کہ جس طرح سے اوپر مذکور ہوا اسی طرح سے اُن نور کے پردون کو طے کرنا شروع کرے اور نور کے پردون کے طے کرنے کے درمیان مین جیساکہ مذکور ہوا مراقبہ صمدیت کا بھی برابر کرتا رہے یہان تک کہ آخر پردے تک جسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین پہونچے پھر نسبت بے رنگی سے گذرنے کے بعد ذات بحت کی معرفت حاصل ہوگی اور سلوک مشہور تمام ہوگا اور مقام سیر فی اللہ کا یعنے سلوک ثانی آگے آوے گا جیساکہ اوپر مذکور ہو چکا **نصیحت** جب تک انسان اپنے سینے سے دسون رذائل یعنی بُری خصلتون کو باہر نکال کر نہ پھینکے گا تب تک یہ شغل اور اشغال جیساکہ چاہیے فائدہ نہ کرینگے اور ان دسون رذائل کا بیان اس رباعی مین ہے

خواہی کہ شود دلِ تو چون آئینہ ۔۔۔ دہ چیز برون کن از درون سینہ
حرص و طمع و بخل و حرام و غیبت ۔۔۔ کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ

ان دسون رذائل کے علاج راحت روح مین لکھے ہین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اتباعہ وجمیع انبیائہ اجمعین ۰

تمت

خاتمۃ الطبع